دلوں کی اصلاح

تالیف

خالد بن عبداللہ بن محمد المصلح

ترجمہ

ابوفیصل سمیع اللہ

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

ناشر

مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوعات کتاب	صفحہ نمبر
۱۔	پیش لفظ از مشتاق احمد کریمی	۳
۲۔	مقدمہ از مولف: دلوں کی پاکیزگی کیوں؟ اور اس کی اہمیت	۴
۳۔	آفتیں جو دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں	۲۴
۴۔	پہلی آفت: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا	۲۵
۵۔	دوسری آفت: بدعت اور مخالفتِ سنت	۲۷
۶۔	تیسری آفت: اتباعِ شہوات اور معاصی میں واقع ہونا	۲۸
۷۔	چوتھی آفت: شک وشبہات میں گرفتار رہونا	۳۶
۸۔	پانچویں آفت: غفلت کا شکار رہونا	۴۰
۹۔	دلوں کی پاکیزگی وطہارت کیسے ہوتی ہے؟	۴۱
۱۰۔	پہلی دوا: قرآن کریم	۴۳
۱۱۔	دوسری دوا: بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت	۴۵
۱۲۔	تیسری دوا: اللہ تعالیٰ کا ذکر	۴۸
۱۳۔	چوتھی دوا: سچی توبہ اور کثرتِ استغفار	۵۱
۱۴۔	پانچویں دوا: اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا وسوال کرنا	۵۴
۱۵۔	چھٹی دوا: آخرت کی بکثرت یاد کرنا	۵۵
۱۶۔	ساتویں دوا: سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا	۵۶
۱۷۔	آٹھویں دوا: نیک لوگوں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا	۵۷

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفىٰ وَسَلَامٌ عَلىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفىٰ وَبَعْدُ:

آدمی کے دل کا معاملہ نہایت ہی اہم ہے، فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے دو انگلیوں کے مابین ہوتا ہے اور اس کی مشیت جب جس کے لئے جیسی ہوتی ہے اسی حساب سے پلٹ دیتا ہے۔ کب کس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت بدل جائے اور اس کے سارے نیک اعمال اور کئے کرائے پر پانی پھر جائے، کچھ بھی ضمانت نہیں۔ اسی سبب سے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں سلف صالحین ہمیشہ **"يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلىٰ دِيْنِكَ"** دعا مانگا کرتے تھے کہ "اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ"۔

پیارے بھائیو! زیر نظر کتاب عربی کتاب "صلاح القلوب" کا سلیس اردو ترجمہ ہے، جس میں دلوں پر وارد ہونے والے آفات وخطرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، ان خطرات میں شرک، بدعت، اتباع شہوات، شبہات وغفلت کا شکار ہونا قابل ذکر ہیں۔ ساتھ ہی ان آفات وخطرات کے دوا وعلاج کے نسخے بھی تجویز کئے گئے ہیں، جن میں قرآن کریم، اللہ سے محبت، ذکر الٰہی، توبہ واستغفار، اللہ سے دعا وفریاد، آخرت کی یاد، سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ اور نیک وصالح لوگوں کی صحبت ورفاقت قابل ذکر ہیں۔

اس گراں قدر کتاب کا ترجمہ شائع کرتے ہوئے ہم مولف کا شکریہ اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اس سے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے اور مولف ومترجم اور مصحح کے ساتھ ساتھ ہماری آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔ **انہ سمیع مجیب وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین**

طالب دعا/ **مشتاق احمد کریمی**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مؤلف

بیشک ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اُسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفسوں کے تمام شر اور اپنے اعمال کی تمام برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبودِ حقیقی مگر صرف اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس کے برگزیدہ اور اس کے خلیل ہیں، مخلوق میں سے سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ قیامت سے پہلے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی کی، اور آپ ﷺ نے اللہ کے لئے جہاد کا پورا حق ادا کر دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو موت آئی اور آپ اسی پر قائم و دائم تھے، پس اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر اور ان لوگوں پر جنھوں نے احسان کے ساتھ آپ کی سنتوں کی اتباع کی قیامت کے دن تک۔ اما بعد:

وقتِ حاضر میں اکثر لوگوں کے حالات پر نظر رکھنے والا جب نظر ڈالتا ہے تو وہ ایک تعجب خیز چیز دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ حسنِ ظاہر کو مختلف انواع واقسام کی تزیین

وآرائش کی چیزوں سے خوشنما دیدہ زیب اور مزین کرنے میں بڑا خاص اہتمام ہے۔اورنفس الوقت ساتھ ہی یہ بھی دیکھتا ہے کہ باطنی امور(دلوں) کوسنوارنے اور ان کی اصلاح کرنے سے مکمل بےاعتنائی اورسراپاغفلت ہے۔دلوں اور باطنی امور کی اصلاح سے کلیۃً منہ موڑ کر پوری غفلت برتتے ہوئے کتنے سارے اوقات اور تمام کوششوں وطاقتوں کومحض ظاہرکوسنوارنے اورحسین بنانے میں صرف کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ بہت سارےلوگوں کامقصدِ حیات صرف یہی ہے کہ وہ اپنے ظاہری حصوں کو پرکشش ، اورمنظر جمالی بنانے اورحسن کےنکھارنے میں دلچسپی رکھتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جلّ وعلا کا وہ فرمان صادق آتا ہے جومنافقین کےاوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایاہے:

﴿وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ یَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَولِهِمْ کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یَحْسَبُونَ کُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ هُمُ الْعُدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُونَ﴾ (سورة المنافقون: ۴)

ترجمہ: جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کوخوشنما معلوم ہوں، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کےسہارے سے لگائی ہوئیں، ہر(سخت) آواز کواپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو، اللہ انہیں غارت کرے، کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

تو یہ اس قوم کا حال ہے جس کی ظاہری شکل وشباہت بڑی خوبصورت ہے،

اور جن کے اقوال رجھانے والے اور فریفتہ کرنے والے ہیں ، یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی یہ چیزیں انہیں دیوار کے سہارے لگی ہوئی لکڑیوں سے ٹیک لگانے کے دائرے سے باہر نہیں نکال سکیں ، جن کے اندر کوئی نفع نہیں ، چنانچہ یہ ایسے مناظر ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ ایسے جسم ہیں جن میں ذرا بھی عقل نہیں ، یہ ہے وہ گھٹیا حالت جسے بندۂ مومن اپنے نفس کے لئے کبھی بھی پسند نہیں کرتا ، بلکہ بندۂ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل و درست ہوسکتا ہے جب تک اپنے باطن کی اصلاح اور اپنے دل کو پاکیزہ وطاہر نہ بنالے ۔

پس ظاہری حسن و جمال بندے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ، اگر اس کا باطن اور قلب فاسد اور قبیح ہے ۔ ایسے لوگ جنہیں انکی حسین شباہت اور ظاہری حسن نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انکے ساتھ آخرت کا انجام بھی حسین وبہترین ہوگا ، انکے اس حسن ظن کی تردید کرتے ہوئے اللہ جلّ وعلا نے ارشاد فرمایا ہے :

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثاً وَّرِئْياً﴾ (مریم: ۷۴)

ترجمہ: ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کر چکے ہیں جو ساز وسامان اور نام وغرور میں ان سے بڑھ کر تھیں ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے اس سے پہلے بہت ساری قوموں کو ہلاک وبرباد کر دیا ہے جو کہ حسین وجمیل شکلوں والے ، کافی دولت وثروت والے اور نہایت دیدہ زیب رعنائی والے تھے کہ انہیں یہ ساری چیزیں جن سے وہ لطف

اندوز ہورہے تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے بچا نہ سکیں:

﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَاراً فِيْ الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾ غافر: ٨٢)

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑیں تھیں ان کے کیئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔

معلوم ہوا باطن کا حسن و جمال اور دل کا صحیح وسلامت ہونا ہی وہ اصل اور اساس ہے جس پر اس دنیا کی کامیابی اور آخرت میں یومِ معاد کی فلاح ونجات کی بنیاد رکھی جاتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰبَنِيْ آدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف: ٢٦)

ترجمہ: اے آدم علیہ السلام کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

اللہ جل شانہ نے یہ بالکل واضح کردیا ہے کہ تقویٰ کا لباس اور زینتِ تقویٰ یہ ظاہری جمال اور لباس فاخرہ وغیرہ سے کہیں بڑھ کر اچھا اور بہتر ہے۔ لہٰذا کسی بھی

بندہ کیلئے لباسِ تقویٰ اور اس سے مزین اور مرصع ہونا اس وقت تک ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ وہ صحیح طور پر اپنے قلب کی اصلاح اُسے پاکیزہ اور طاہر وصاف ستھرا نہ بنالے، کیونکہ تقویٰ کا اصلی ٹھکانہ دل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوبِ﴾ (الحج: ۳۲)

ترجمہ: یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے اس کے دل کی پرہیز گاری کی وجہ سے یہ ہے۔(یعنی یہ دل کے ان افعال سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد تقویٰ ہے)۔

پس اللہ جلّ وعلا نے دین کے تمام شعائر (امور) اور اسلام کے جملہ احکام کی تعظیم کرنے کو بندہ کے دل میں تقویٰ کے موجود ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ جلّ وعلا کا ارشاد ہے:

"یا عِبَادِی لَو اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوا عَلیٰ اَتْقیَ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِی مُلْکِی شَیْئاً، یا عِبَادِی لَو اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوا عَلیٰ اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَانَقَصَ ذٰلِکَ فِی مُلْکِی شَیْئاً" (صحیح مسلم رقم: ۲۵۷۷)

ترجمہ: اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے سارے لوگ اور تم سب انسان اور تم سب جنات سب ملکر تم میں سے ایک آدمی کے سب

سے زیادہ تقویٰ والے دل پر اکٹھا ہو جائیں تو یہ بات میری سلطنت میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کرسکتی۔اے میرے بندو! اگر تمہارے سابقین اولین اور تمہارے تمام متاخرین اور تمہاری پوری انسانیت اور تمہاری پوری جنات کی دنیا باہم ملکرتم میں سے ایک شخص کے سب سے زیادہ فاجر وفاسق دل پر اکٹھا ہو جائیں تو یہ بات بھی میری بادشاہت میں سے کسی بھی چیز کو کم نہیں کرسکتی۔

یہ حدیث صراحتاً بتلا رہی ہے کہ تقویٰ میں اصل معیار دل کا تقویٰ ہے، اور ایسے ہی فسق وفجور میں اصل بنیاد دل کا فاسق وفاجر ہونا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تقویٰ اور فجور کو اس کے حقیقی محل کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ ہے دل، اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اس کی وضاحت کردی ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'' اَلتَّقْویٰ ھَا ھُنَا، اَلتَّقْویٰ ھَا ھُنَا ،اَلتَّقْویٰ ھَا ھُنَا، وَاَشَارَ اِلیٰ صَدْرِہٖ'' (صحیح مسلم رقم: ۲۵۶۴)

ترجمہ: تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سینۂ مبارک کی جانب اشارہ فرمایا۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کا اپنے سینۂ مبارک کی جانب اشارہ کرنا، اس بات کی علامت ہے کہ سینہ دل کا مسکن ہے اور جو تقویٰ کا مستقر ہے جس میں تقویٰ کی اصلیت پنہاں ہے۔

میرے پیارے بھائی: تمہارے دل کا معاملہ بڑا عظیم ہے اور اس کی شان بہت

بلند ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی اصلاح کے لئے کتابوں کا نزول فرمایا اوراس کو پاک وصاف ، عمدہ اور طیب وطاہر بنانے کے لئے اللہ نے رسولوں کو مبعوث کیا، رب العالمین کا راشاد ہے:

﴿یَاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُورِ وَھُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (یونس: ۵۷)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

اوراللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُولاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوا عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جوانہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اورانہیں پاک کرتا ہے اورانہیں کتاب اورحکمت سکھاتا ہے۔

ثابت ہوا کہ سب سے عظیم چیز جسے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ لے کر آئے وہ دلوں کی اصلاح ہے اسی بنیاد پر دلوں کی اصلاح وتطہیر کے لئے طریقۂ رسولِ اکرم ﷺ کے علاوہ اورکوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔

اور دلوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہ ایک لطیف وحساس گوشت کا لوتھڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور اپنے علم سے اسے چن لیا ہے اور پھر اسے اپنے نور کے لئے محل اور اپنی ہدایت کے لئے جائے قرار بنایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لئے اپنی کتاب عزیز میں مثال بھی بیان کردی ہے فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِى زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّاشَرْقِيَّةٍ وَّلَاغَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِىءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِىْ اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءَ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىءٍ عَلِيْمٌ﴾

(النور: ۳۵)

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ شرقی ہے نہ مغربی خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔ لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

چنانچہ قلب جملہ معرفت کا محل ہے، اسی سے بندہ اپنے رب ومولیٰ کو پہنچانتا ہے، اسی سے اللہ جلّ وعلا کے تمام اسماء اور تمام صفات کو بھی پہنچانتا ہے اور اسی قلب سے اللہ کی شرعی آیات میں غور وفکر بھی کرتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَفَلاَ یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ۲۴)

ترجمہ: کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں ہاں بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں جو انہیں غور وفکر سے روکتے ہیں۔ اور اسی قلب سے آفاق اور انفس میں جو اللہ تعالیٰ کی تخلیقی آیات کونیہ ہیں، پر تدبر وتفکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَفَلَمْ یَسِیْرُوا فِی الْاَرْضِ فَتَکُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ یَّعْقِلُونَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُونَ بِهَا فَاِنَّهَا لاَ تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُورِ﴾ (الحج: ۴۶)

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی کہ جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

یہاں سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بیان کیا کہ آفاق وانفس میں موجود جو تخلیقی اور کونی آیات ہیں، ان سے نفع حاصل کرنے کا اصل اعتبار دلوں کا فہم وبصیرت ہے۔

اور جو چیز قلب کے ساتھ زیادہ اہتمام پر زور دیتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دل حقیقت میں وہ سواری ہے جس پر بندہ آخرت کا سفر طے کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سفر دراصل دلوں کا سفر ہے نہ کہ جسموں کا۔ شاعر کہتا ہے:

اس (اللہ) کی جانب دلوں سے مسافت طے کرنا ہوتا ہے، سواریوں کے اوپر بیٹھ کر منزل طے کرنا نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّ اَقْوَاماً خَلَّفْنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْباً وَلاَ وَادِياً اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ'' (بخاری رقم: ۴۴۲۳)

ترجمہ: بے شک کچھ لوگ ہیں جو ہمارے پیچھے مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم نے کوئی پہاڑی گھاٹی اور کوئی وادی سفر میں طے نہیں کیا مگر وہ ہمارے ساتھ ساتھ ہیں، انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ:

''اِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْاَجْرِ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ'' (مسلم رقم الحدیث: ۱۹۱۱)

ترجمہ: مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں انہیں مرض نے روک لیا ہے۔

چنانچہ یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے جن کے جسم کسی عذر یا مرض کی وجہ سے مدینہ میں روک لئے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نہ نکل سکے، لیکن وہ اپنے دلوں اور عزم محکم کے ساتھ نکلے، گویا وہ اپنی روحوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اپنے وجود کے ساتھ دارالہجرت مدینہ میں۔

اور یہ قلبی جہاد کہلاتا ہے، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اور جہاد کی یہ قسم جہاد قلبی کہلاتا ہے، اور یہ جہاد کے چار مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو یہ ہیں:

(۱) دل (۲) زبان (۳) مال (۴) بدن

اور حدیث میں آیا ہے:

﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ﴾

(ابوداود ۲۵۰۴ النسائی: ۶/۷ واحمد: ۳/۱۲۴، ۱۵۳، زاد المعاد: ۳/۵۷۱)

ترجمہ: مشرکوں سے اپنی زبان، دل اور مال سے جہاد کرتے رہو۔

ثابت ہوا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مرض یا کسی عذر کی وجہ سے مدینہ سے نہیں نکلے اور وہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے سب لوگ اجر وثواب میں برابر ہیں اور اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سبقت پختہ ارادہ، سچی رغبت اور مستحکم عزم کے ذریعہ ہوتا ہے، اگرچہ آدمی کسی عذر کی وجہ سے عمل سے پیچھے رہ جائے۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بدنی اعمال کی کثرت کی وجہ سے فضائل

شمار نہیں ہوتے ، بلکہ جب یہ اللہ عزوجل کے لئے خالص ہوتے ہیں اور سنت کی متابعت پر بالکل صحیح اترتے ہیں، اور دلوں کی سچی معرفت اور اعمال کی کثرت کی بنا پر فضائل شمار ہوتے ہیں ۔ (المحجہ فی سیر الدلجہ ص ۵۲)

اور اسی حقیقت کو بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبقت رکھنے کے راز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہ پر سبقت رکھنے کا راز نماز روزوں کی کثرت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ معرفت ہے جو ان کے دل میں اتر گئی تھی ۔

شاعر کہتا ہے:

تمہاری جرات رفتار کی مانند کون ہے میرے لئے
کہ تم آہستہ چلتے ہو اور پہلے پہنچتے ہو۔

اے میرے بزرگ برادر! بے شک حقیقت میں تقویٰ دلوں کا تقویٰ ہے جسم کے اعضاء وجوارح کا تقویٰ نہیں ہے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو اس نے قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے متعلق فرمایا:

﴿لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلاَ دِمَاءُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوىٰ مِنْكُمْ﴾ (الحج: ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

چنانچہ دلوں کی پرہیزگاری اور تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر: ۱۰)

ترجمہ: تمام ترستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال ان کو بلند کرتا ہے۔

لہٰذا تمام عمل سے مقصود صرف اللہ کے لئے دلوں کا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے، اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی محبت و تعظیم کے ساتھ یہی تقویٰ ہی درحقیقت دلوں کی عبادت و بندگی ہے نہ کہ دیگر باتیں:

شاعر کہتا ہے:

اللہ کے نزدیک فضل وشرف بہ شکل اعمال نہیں ہے
بلکہ فضل وشرف ایمان کی حقیقتوں میں ہے
اور اعمال میں فضیلت وفوقیت تابع ہوتی ہے
صاحبِ اعمال کے دل کے ساتھ جو بُرہان سے مرصع ہوتا ہے
یہاں تک کہ دو عمل کرنے والے ہیں دونوں
ایک مرتبہ میں بظاہر دیکھنے میں نظر آتے ہیں
لیکن ان دونوں میں اتنا ہی فرق ہوتا ہے جتنا کہ
آسمان وزمین کے درمیان، فضل میں اور وزن میں

اور جو چیز قلب کے ساتھ بطور اصلاح وتزکیہ اور بطور آفات سے خالی اور فضائل سے مرصع ہونے کے خصوصی عنایت وتوجہ پر زیادہ زور دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے بندوں سے مرکز نگاہ ان کے دلوں کو بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ اِنَّ اللّٰهَ لاَيَنْظُرُ اِلیٰ اَجْسَادِكُمْ وَلاَ اِلیٰ صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلیٰ قُلُوبِكُمْ وَاَشَارَ بِاَصْبُعِهٖ اِلیٰ صَدْرِهٖ‘‘ (مسلم رقم الحديث: ۲۵۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا ہے تمہارے جسموں کو اور نہ ہی تمہاری شکلوں کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے سینہ مبارک کی جانب۔

چنانچہ ایمان وکفر، ہدایت وضلالت اور نیکی وبدی کے درمیان اصل بنیادو اساس بیشک وہ چیز ہے جو بندہ اپنے دل سے انجام دیتا ہے۔ اسی بناء پر علماء امت کی اکثریت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جس شخص کو کفر کہنے پر مجبور کیا گیا تو اس کا اس پر مواخذہ نہیں ہوگا جب تک اس کا سینہ اسلام کے لئے کھلا ہوا ہے اور دل ایمان سے لبریز و مطمئن ہے، جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ☆ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ﴾ (النحل: ۱۰۶–۱۰۷)

ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

یہ آیت کریمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ جب اسلام لائے تو مشرکوں نے انہیں بہت ستایا اور انہوں نے ان سے اسلام کے خلاف بہت کچھ کہلوایا یہاں تک کہ ان کفار کی طلب پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے ساتھ کفریہ کلمات اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں غیر شائستہ اور ناروا جملے بھی کہہ ڈالے، تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پہنچے اور روتے ہوئے اپنے حالات کو آپ کے سامنے بیان فرمایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

" كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ ؟ فَقَالَ : مُطْمَئِنّاً بِالْإِيْمَانِ : فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مُبَشِّراً مُيَسِّراً : فَإِنْ عَادُوا فَعُدْ" رواه الحاكم ٢/٣٥٧ وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبى)

ترجمہ: اپنے دل کو تم کیسا پاتے ہو؟ تو عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایمان پر دل مطمئن ہے۔ تو نبی ﷺ نے بشارت سناتے ہوئے اور اور آسانی فرماتے ہوئے کہا:

اگر وہ لوگ دوبارہ پہلے جیسا کریں تو تم بھی ویسا ہی کرو۔

پس تمام تعریفیں ہیں اللہ کے لئے جو حمد والا ہے اور بزرگی والا (حمید مجید) ہے۔

اور وہ چیز جو قلب کے ساتھ عنایتِ خاص پر زور دلاتی ہے: یہ کہ انسان کا دل تاج پوش بادشاہ ہے اور وہی ایسا مطاع سردار ہے جس کی تابعداری کی جاتی ہے، پس اس کا صالح ہونا اور سلامت ودرست ہونا ہر خیر کی بنیاد واساس ہے، اور دنیا وآخرت میں ہر فلاح کا سبب ہے، بخاری ومسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ اَلاَ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلاَ وَهِیَ الْقَلْبُ‘‘ (البخاری حدیث: ۵۲ مسلم حدیث: ۱۵۹۹)

ترجمہ: یادرکھواور بے شک جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ صحیح سالم ہوتا ہے تو پورا جسم صحیح سالم ہوتا ہے اور جب وہ خراب وفاسد ہوجاتا ہے تو پورا جسم خراب وفاسد ہوجاتا ہے، یادرکھووہ لوتھڑا دل ہے۔

اور یہ چیز بڑی وضاحت کے ساتھ بتلا رہی ہے کہ دل کی عبادت ہی وہ اصل ہے جس پر تمام عبادات کی بنیاد پڑتی ہے، پس جسموں کی سلامتی دلوں کی سلامتی پر موقوف ہے، تو جب دلوں کی سلامتی تقویٰ اور ایمان کے ساتھ پائی جائے گی تو پورا جسم اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ سلامت ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ لاَیَسْتَقِیْمُ اِیْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُهُ‘‘ (مسند الامام

احمد: حدیث: ۱۳۰۷۹)

ترجمہ: کسی بندہ کا ایمان درست وصحیح نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اس کا دل ٹھیک ودرست نہ ہوجائے۔

چنانچہ بندہ کا ایمان دل کی صحت ودرستگی کے بغیر نہ تو درست ہوسکتا ہے اور نہ ہی صحیح ہوسکتا ہے۔

اوراسی بناء پرعلیم وخبیر (اللہ) نے قیامت کے دن نجات کو دل کی سلامتی اوراس کی صحت اوراس کی پاکیزگی پرمعلق کردیا ہے، فرمانِ رب جلّ وعلا ہے:

﴿يَومَ لاَيَنْفَعُ مَالٌ وَّلاَبَنُونَ ☆ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

ترجمہ: جس دن کہ مال اوراولاد کچھ کام نہ آئے گی۔لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بےعیب دل لے کر جائے۔

اوروہ چیز جوکہ قلب کے ساتھ عنایتِ خاص پرزیادہ زوردیتی ہے، یہ ہے کہ دل کی سب سے نمایاں صفات اورسب سے زیادہ خاص خوبیوں میں سے ایک دل کا الٹنا پلٹنا اور پھرتا رہنا ہے۔

شاعرکہتا ہے:

انسان کا نام انسان اس کی اُنسیت کی وجہ سے رکھا گیا ہے
اورقلب کا نام قلب صرف اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ الٹتا پلٹتا
اور قلابازیاں کھاتا رہتا ہے۔

چنانچہ دل بڑی سرعت وتیزی کے ساتھ الٹتا پلٹتا، بڑی تیزی وسرعت سے گردش کرتا اورتغیر پزیر ہوتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَقَلْبُ ابْنِ آدَمَ اَشَدُّ انْقِلاَباً مِنَ الْقِدْرِ اِذَا اجْتَمَعَتْ غَلْیَاناً''

(المسند لاحمد: ۲۴۳۱۷)

ترجمہ: بیشک ابن آدم کا دل بہت تیزی کے ساتھ الٹتا پلٹتا ہے اس ہنڈی سے کہیں بڑھ کر جس میں جوش مارنے کی شدت مزید بڑھ گئی ہو۔

اس کے بعد مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک نیک بخت (سعید) وہ شخص ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا ہو، اس کلمہ کو وہ تین بار دھراتے رہے، اور وہ اس سے یہ اشارہ کر رہے تھے کہ اس اضطراب وانقلاب کا سبب، دلوں پر بہ کثرت فتنوں کا وارد ہونا ہے اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی:

'' اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلیٰ دِیْنِکَ'' (مسند الامام احمد: ۲۷۰۵۴)

ترجمہ: اے اللہ دلوں کے الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

مسند امام احمد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں بہ کثرت یہ کہا کرتے تھے:

'' اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلیٰ دِیْنِکَ'' (مسند الامام احمد: ۲۷۰۵۴)

ترجمہ: اے اللہ دلوں کو الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

اور آپ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

''وَاَسْأَلُکَ قَلْباً سَلِیْماً'' (اخرجه احمد ۱۲۳/۴، ۱۲۵ والترمذی :۳۴۰۷ والنسائی: ۱۳۰۵)

ترجمہ: اور میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں۔

یہ جملہ اہتمامہائے قلب اسلئے ہے کہ دل کا گناہوں کی طرف لڑھکنا بہت عظیم بات ہے اور اس کا حق سے انحراف و برگشتگی نہایت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ دل کا سب سے کمترین درجہ کا انحراف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی توجہ پھر جانا ہے اور پھر اس کی انتہا اس پر مہر (ختم) کا لگ جانا اور نیک کاموں کی توفیق سے محروم ہو جانا اور پھر اسی پر موت ہو جانا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِ الَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُونَ﴾ (الروم: ۵۹)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر کر دیتا ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ جلّ ذکرہ نے فرمایا:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلاَ تَذَكَّرُونَ﴾ (الجاثية:۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اُسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور

دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے۔ اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

یہ تمام سابقہ وضاحتیں قلب کی قدر ومنزلت اور دنیا وآخرت میں ایک انسان کی سعادت وکامرانی کے سلسلے میں اس کے کردار واثر اور اس کے خطرات ومضرات کو بیان کرتی ہیں۔

تو کیا یہ گوشت کا لوتھڑا ایک لمحہ کیلئے تأمل اور غور وفکر کا مستحق نہیں ہے؟

کیا یہ دل حق نہیں رکھتا کہ کچھ لمحات اس کے بارے میں بحث وتحقیق اور تفتیش میں گزارے جائیں؟

اور کیا یہ دل وقفہء امتحان وآزمائش اور جانچ کا مستحق نہیں ہے؟

اس دن قیامت سے پہلے جس میں تمام راز فاش ہو جائیں گے اور پوشیدہ معاملات عیاں ہو جائیں گے، اپنے دل کی ان چیزوں کے بارے خبر لو جو تمہارے سینے پر طاری ہوتی اور دل میں جگہ ومقام بناتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اَفَلاَ يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَافِی الْقُبُورِ ☆ وَحُصِّلَ مَافِی الصُّدُورِ ☆ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَومَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ (العادیات: ۹-۱۱)

ترجمہ: کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال لیا جائے گا اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی، بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا پورا باخبر ہوگا۔

میرے کرم فرما بھائی! بغیر کسی سُستی وا کتاہٹ اور کمزوری طبع کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے دل کی حفاظت اور اس کی اصلاح اور اس پر حسنِ نظر ڈالنے کی بھرپور کوشش کرو۔ کیونکہ تمہارا دل تمہارے اعضاء جسم میں خطرات کے لحاظ سے سب سے عظیم عضو ہے اور یہ دیگر اعضاء کی بہ نسبت اثر قبول کرنے میں سب سے آگے ہے نیز ان اعضاء کی بہ نسبت اس کا معاملہ بہت لطیف اور باریک ہے۔ نیز ان اعضاء کی بہ نسبت اس کی اصلاح سب سے زیادہ دشوارترین ہے۔

اور اس بات کو آپ خوب اچھی طرح جان لیں کہ ان دلوں کی اصلاح اور اس میں استقامت کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ان کو تمام امراض سے پاک وصاف نہ کیا جائے اور ان آفات وخطرات سے محفوظ نہ کیا جائے جو انہیں فاسد اور خراب کردیتے ہیں۔

اور یہ امراض اور وہ ساری آفات پانچ آفتوں کی طرف پلٹتی ہیں جو تمام بیماریوں کی جڑ اور ہر بلا ومصیبت کا سرچشمہ ہیں جو ان سے محفوظ رہا درحقیقت وہ تمام امراض و بلاؤں سے محفوظ ہوگیا۔

شاعر کہتا ہے:

پس اگر تم ان بیماریوں سے بچ گئے تو ساری خطرناک ہلاکتوں سے بچ گئے
اور اگر تم ان سے نہیں بچ سکے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ تم نجات پا سکو گے۔

پہلی آفت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

خواہ شرک معمولی ہو یا عظیم ترین ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، بذات خود شرک ظلم عظیم ہے، اورشرک ہر شر وفساد کی جڑ و بنیاد ہے، اس سے دل پر ظلم ہوتا ہے اور اسے یہ مارڈالتا اور تباہ و برباد کردیتا ہے۔

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجاً كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ﴾

(الانعام: ۱۲۵)

ترجمہ: سوجس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کردیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کردیتا ہے۔

اور اللہ جلَّ وعلا نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام: ۸۲)

ترجمہ: جولوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

پس ایسے مومن حضرات جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور جنہوں نے اپنے ایمان

میں شرک کی آمیزش وملاوٹ نہیں کی، انہی کے لئے اللہ رب العالمین کی جانب سے پورا امن اور مکمل ہدایت ہے۔

اللہ جلَّ وعلا نے ارشاد فرمایا:

﴿سَنُلْقِيْ فِي قُلُوبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا اَشْرَكُوا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَاناً﴾ (آل عمران: ۱۵۱)

ترجمہ: ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔

چنانچہ دل کے لئے کسی طرح کی کوئی سلامتی اور کوئی صلاح وبھلائی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی توحید کے بغیر ممکن نہیں، لہذا جس قدر انسان کے پاس توحید کی صداقت اور سلامتی اعتقاد پائی جائے گی اُسی قدر اس کے لئے سلامتیٔ صدر (سینہ کی سلامتی) اور اصلاحِ قلب پائی جائے گی۔

دل کی تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہنچانے اور اس کی شایان شان اس سے محبت کرے، اور اس کی توحید ویکتائی کا اقرار ویقین کرے، اور اس بات کو بھی عملی تطبیق دے کہ اللہ ہی دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر اس کو محبوب ہے، اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر وہی ہستی کامل ترین امید اور نہایت عظیم ہے، تو دل کی بھلائی بس اسی چیز کے حصول میں ہے، اور یہی مقصود ہے جس کی خاطر اس کی تخلیق ہوئی ہے کہ اللہ کی معرفت اور اس کی محبت اور اس کی تعظیم اسے حاصل ہو،

اور اگر یہ چیز اسے حاصل نہیں ہوتی تو پھر اس کا فاسد ہونا یقینی ہے، کیونکہ ان مذکورہ چیزوں کے بغیر دلوں کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

دوسری آفت

بدعت اور سنت کی مخالفت:

اور یہ بدعتیں اپنے کرنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دوری کے سوا اور کچھ نہیں دیتی ہیں، یہ دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں اور اسے نفع پہنچانے والی اور پاکیزہ بنانے والی چیزوں سے یکسر کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، پس آپ جان لیجئے کہ سب سے بہترین راستہ اور ہدایت محمد ﷺ کا راستہ اور ہدایت ہے اور سب سے بری چیز دین میں نئی چیزوں کا پیدا کرنا ہے، اور ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت ضلالت وگمراہی ہے، پس جب بدعتوں سے دل لبریز ہو جاتا ہے تو اسے بے انتہا تاریک اور اس کی سوچ وفکر کو نہایت فاسد وخراب کر دیتی ہیں۔ تو اب اسے سلامتی کہاں سے حاصل ہوگی؟ اسی نقطہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل بدعت کی صحبت سے کلیۃً بچنے کے لئے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ: ''جس نے کسی بدعتی کی مصاحبت اپنائی اللہ تعالیٰ اس میں اندھاپن ڈال دیتا ہے''، ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

جب تم بیمار نہیں اور کسی بیمار کی صحبت اپنالی

اور تم اس کے ساتھی و ہمدم بن گئے تو پھر تم بھی بیمار ہو گئے۔

بلا شبہ بنی کریم ﷺ نے خیانت اور نفس پرستی جو کہ دلوں کی بیماریوں اور اس کی بڑی تباہ کن وباؤں میں سے ہیں، ان سے دل کو پاکیزہ و صاف ستھرا رکھنے کے جو اسباب بتلائے ہیں ان میں سے مسلمانوں کی جماعت کو ہمیشہ لازم پکڑنا اور کسی بھی بدعت یا گمراہی کے ذریعہ ان سے کبھی بھی الگ نہ ہونا، یا ان سے بغاوت نہ کرنا ہے۔

تیسری آفت

اتباعِ شہوات اور معاصی میں واقع ہونا:

پس یہ دونوں چیزیں شہوتیں اور سیّئات انسان کے قلب کو ہلاک و برباد کرنے کے عظیم ترین اسباب میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہوتوں کی محبت اور اس کے اتباع کے نتیجہ میں جو اثر مرتب ہوتا ہے اسے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَفَرَءَ یْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الجاثية: ٢٣)

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ

کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

اب تم ذرا غور وفکر کرو! کہ شہوتوں کی پیروی دل پر مہر لگنے کا سبب کیسے بن گئی، پھر تم نظر ڈالو اور سوچو اور غور وفکر کرو اور گہرائی میں ذرا اُتر کر تدبر سے کام لو کہ کس طرح سے دل پر لگی یہ مہر اور اس کے پردہ کا اثر جسم کے تمام حصوں تک سرایت کر گیا۔ رب ذوالجلال نے سچ فرمایا:

﴿ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلاَ تَذَكَّرُونَ﴾ (الجاثية:٢٣)

ترجمہ: اور اللہ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے، کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے؟

پس اے وہ شخص جو اپنے دل کی سلامتی چاہتا ہے تو ان فتنوں سے بچ اور دل کو شہوت کے مرض سے بچا، کیونکہ یہ مرض ہلاکتوں اور تباہیوں کے گڑھے میں گرانے والا ہے اللہ جلّ وعلا کا فرمان ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففين: ١٤)

ترجمہ: یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔

پس یہ سارے گناہ دلوں کو اندھا کر دیتے ہیں، اس لئے حتی المقدور ان گناہوں سے بچو، کیونکہ یقینی طور پر یہ برائیاں برے انجام کا پیش خیمہ ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

میں گناہوں کو دیکھتا ہوں کہ دلوں کو مردہ بنا دیتے ہیں

اوراس پر ہمیشگی ذلت ورسوائی مسلط کردیتی ہے

اور گناہوں کو چھوڑنا دلوں کے لئے حیات وزندگی ہے

اور گناہوں کی نافرمانی تمہارے نفس کے لئے خیر ہی خیر ہے

امام مسلم رحمہ اللہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيْرِ عُوداً عُوداً فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَودَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَآءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلاَ تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْآخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّياً لاَ يَعْرِفُ مَعْرُوفاً وَلاَ يُنْكِرُ مُنْكَراً اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ'' (مسلم: ۱۴۴)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا ہے! فتنے دلوں پر چٹائی کی ایک ایک لکڑی کی مانند پیش ہوتے ہیں، پس جس دل کو یہ فتنہ پلا دیا گیا تو اس میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، اور جس دل نے اس کا انکار کر دیا تو اس میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ نکتہ دو دلوں پر ہو جاتا ہے ایک بالکل سفید دل پر جیسے کہ سفید چکنا بڑا پتھر، پس اس کو کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں، اور دوسرا سیاہ دل پر سفید نکتہ اس کوزہ (مٹکا) کی مانند جو اوندھا منہ پڑا ہو، وہ دل کسی بھی نیکی اور بھلائی

کو نہیں پہنچانتا ہے اور نہ ہی کسی منکر اور بُری بات کا وہ انکار ہی کرتا ہے
مگر صرف وہی چیز جو اس کے ہوائے نفس کی اسے پلا دی گئی ہے۔

چنانچہ جملہ برائیاں ہر طرف سے دل کو گھیر لیتی ہیں، اور انسان جب اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے اندر ہر گناہ کے بدلے جسے وہ کر گزرتا ہے ایک سیاہی وظلمت داخل ہو جاتی ہے، اور جب گناہوں پر پے در پے اصرار کیا اور ان سے توبہ نہیں کی تو اس دل پر ظلمات اور تاریکیوں کی یکے بعد دیگرتہ جمع ہو جاتی ہے اور وہ فزوں تر ہو جاتی ہے تو اس طریقہ سے اس کی حیرت وگھبراہٹ بھی بڑھ جاتی ہے، اور اس کی شقاوت وبدبختی زور پکڑ لیتی ہے یہاں تک کہ وہ پھر ہلاکتوں اور تباہیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس حال میں کہ اسے پتہ بھی نہیں ہوتا ہے، اور ظلمتِ قلب قوی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مرتکب گناہ کے چہرہ پر اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے اور اسے سیاہ بنا دیتا ہے جسے ہر فرد بشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

’’اِنَّ لِلْحَسَنَةِ لَنُوراً فِی الْقَلْبِ ،وَضِيَاءً فِی الْوَجْهِ وَقُوَّةً فِی الْبَدنِ وَسَعَةً فِی الرِّزْقِ ،وَمُحَبَّةً فِی قُلُوبِ الْخَلْقِ، وَاِنَّ لِلسَّيِّئَةِ لَظُلْمَةً فِی الْقَلبِ ،وَسَوَاداً فِی الْوَجْهِ ،وَوَهْناً فِی الْبَدنِ ، وَبُغْضاً فِی قُلُوبِ الْخَلْقِ‘‘.

ترجمہ: بیشک نیکی کے لئے البتہ ضرور نور ہوتا ہے قلب میں اور روشنی ہوتی ہے چہرہ میں اور قوت ہوتی ہے بدن میں اور وسعت ہوتی ہے رزق میں اور محبت

ہوتی ہے مخلوق کے دلوں میں۔ اور بلا شبہ گناہ کے لئے البتہ ضرور ظلمت ہوتی ہے قلب میں، اور سیاہی ہوتی ہے چہرہ میں، اور کمزوری ہوتی ہے بدن میں، اور بغض ونفرت ہوتی ہے مخلوق کے دلوں میں۔

اور یہ تمام چیزیں یہ سفیدی اور وہ سیاہی ان دونوں کا ذکر نبی کریم ﷺ نے حدیث میں فرمایا ہے، ان تمام چیزوں کا مشاہدہ اس دنیا میں اہلِ بصیرت کبھی خود کر لیتے ہیں، البتہ یہ چیزیں کل قیامت کے دن ان کے چہروں پر بہت واضح اور نمایاں طور پر ظاہر ہوں گی جس دن تمام سربستہ راز کھولے جائیں گے اور سینوں کے بھید عیاں ہوں گے جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ☆ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لاَ يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (الزمر: ٦٠-٦١)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے، کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچا لے گا انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔

اور جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ☆ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰٦-۱۰۷)

ترجمہ: جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہرے والوں سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو!۔ اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بیشک گناہ کے کام جتنے بھی ہیں خواہ وہ معمولی اور ہلکے ہوں یا بڑے بڑے ہوں، یہ سب دلوں کو فاسد کر دیتے ہیں اور اس کی سفیدی و چمک کو داغدار اور میلا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان جل وعلا ہے:

﴿وَذَرُوا ظٰهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ﴾ (الانعام: ۱۲۰)

ترجمہ: اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ سب کو چھوڑ دو۔

لہٰذا تمام مومنوں پر واجب ہے کہ وہ ظاہری گناہ نیز باطنی گناہ سب کو ترک کر دیں، خاص کر کے دلوں کے گناہ اور ان کی خطاؤں کو۔ اس لئے کہ ان کی تباہی بہت شدید ہوتی ہے اور ان کا اثر بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔

چنانچہ دل کی خطاؤں میں سے ایک ریاء یعنی دکھاوا ونمود ہے، جو نیک عمل کو تلف و بیکار کر دیتا ہے، اور ایک عُجب یعنی فخر وغرور اور خود رائے ہے جو تمام اعمالِ خیر کو بکھرے ہوئے غبار کے ذرات کی مانند کر دیتا ہے، اور اس کی خطاؤں میں سے ایک ''اَلْغِلُّ'' یعنی کینہ و کپٹ، دھوکہ وفریب ہے، اور خیانت ہے اور ''حقد'' یعنی

کینہ وعداوت ہے اوراس کی خطاؤں میں سے ایک ''حسد'' یعنی کسی سے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا اوراسے اپنے لئے حاصل کرنا بھی ہے یہ تمام چیزیں نیکیوں کو چاٹ کھاتی ہیں اور گناہوں کو بڑھا دیتی ہیں۔

اور وہ چیزیں جو دلوں کو فاسد کرتی اوراس کی روشنی کو بجھا دیتی ہیں، محرمات کو دیکھنے کے لئے نگاہوں کو آزاد چھوڑ دینا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اپنے مومن بندوں کو نگاہوں کو بچا کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ارشاد جلّ وعلا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكىٰ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النور آیت: ۳۰)

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہ انکے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

اوراللہ تعالیٰ اصحاب النبیﷺ کو نصیحت کررہا ہے جس وقت وہ اللہ کے رسولﷺ کی بیویوں سے مخاطب ہوں تو کیسے مخاطب ہوں۔

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کروتو پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اوران کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔

چنانچہ جس شخص نے اپنی نگاہ کو محرّمات پر ڈالنے سے بچالیا اللہ جلّ وعلا اس بندہ

کو اس کے عوض معرفتِ حق کی نگاہ اور صحیح سالم قوی قلب عطا فرماتا ہے، تو تم بھی اپنی نگاہ کو محرمات سے بچاؤ کیونکہ بہت سی نظر ایسی ہوتی ہیں کہ دیکھنے والے کے دل کو فتنوں اور بلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔

دلوں کو فاسد کرنے والی اور اس کی صفائی ستھرائی کو داغدار کرنے والی چیزوں میں سے ایک موسیقی اور گانے کا سننا بھی ہے، بلاشبہ گانا دل کو فاسد اور خراب کر دیتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''اِنَّ الْغِنَاءَ يُنبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقَلَ''

ترجمہ: بیشک گانا دل میں نفاق کو جنم دیتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گانا اور میوزک تمہارے دل پر اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وفکر کو بوجھل بنا دیتے ہیں، اور تمہارے کان پر فرقانِ الٰہی یعنی کلام اللہ کی سماعت کو گرانبار بنا دیتے ہیں اور تمہارے بدن میں اطاعت واحسان کو بھاری اور بوجھل بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

(لقمان: ٦)

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ میں سے کئی ایک نے اس آیت کریمہ میں " **لھــــــــو الحدیث**" کی تفسیر "غناء" گانا وموسیقی سے کی ہے اور یہی اکثر مفسرین کے نزدیک راجح ہے، پس موسیقی اور گانے کو سننے سے اپنے آپ کو بچانے کی حد تک بچاؤ۔

اور خبردار ایسے لوگوں کی اکثریت کی حالتوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ۔ ان پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے:

﴿وَاِنْ تُـطِـعْ اَكْثَـرَ مَـنْ فِی الْاَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

(الانعام: ١١٦)

ترجمہ: اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔

اور یہ دعا بہ کثرت مانگا کرو:

"اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِی مِنْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ"

ترجمہ: اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے پانی اور برف اور اولے کے ذریعہ پاک وصاف کر دے۔

کیونکہ گناہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے دل پر کدورت اور میل کچیل کو واجب کر دیتے ہیں جن سے دل کو پاک کرنا نہایت ضروری ہے۔

چوتھی آفت

شک وشبہات میں گرفتار ہونا:

شک وشبہات حق سے اندھا اور مخلوق کو گمراہ کر دیتے ہیں، یا د رکھئے کہ شبہ ایک تباہ کن خطرناک مرض ہے جو آدمی سے ایمان کی لذت وچاشنی کو ختم کر دیتا ہے، اور شیطان کے وسوسوں کو بڑھاوا دیتا ہے، اور شبہ کرنے والے کو قرآن وسنت سے نفع اٹھانے سے روک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِی قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ﴾ (آل عمران: ۷)

ترجمہ: پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے۔

پس وہ لوگ اللہ جلّ وعلا کی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کی سنت سے فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ وہ کتاب وسنت میں ہدایت کی طلب کے لئے نظر ہی نہیں ڈالتے، بلکہ وہ تو لوگوں کو شک وشبہ میں ڈالنے اور گمراہ کرنے اور تشبیہ وتمثیل میں مبتلا کر دینے کے لئے ڈالتے ہیں، اور یہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ شبہ اور شبہ پیدا کرنے والوں سے بچنا بہت ضروری ہے، کیونکہ شک وشبہ کا بہ کثرت دل پر ورود ہوتا ہے یہانتک کہ اسے ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں ڈالتا ہے اور اس کا انجام آخری یا تو کفر ہوتا ہے یا نفاق پر ٹکتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

شک و شبہات مسلسل اس کے دل پر حملہ کرتے ہیں

یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان خون میں لت پت مقتول

ہو جاتا ہے

لہٰذا تم شک وشبہ کرنے اور شک وشبہ پیدا کرنے والوں سے بچو اور کبھی بھی شک وشبہ کا بیان نہ سنو اور نہ ہی شک وشبہ پیدا کرنے والوں کی بات سنو اور نہ ہی ان کی کتابیں پڑھو اور نہ ہی ان کے پاس اٹھو بیٹھو، بلکہ ان کے ساتھ جیسا کہ اللہ جلّ وعلا نے تمہیں حکم دیا ہے ویسا ہی معاملہ کرو۔

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ اِنَّكُمْ اِذاً مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيْعاً﴾ (النساء: ۱۴۰)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو، تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

ہر طرح کے شبہات پیدا کرنے والے اللہ کی آیتوں میں باطل اور بے بنیاد طریقہ پر کھلواڑ کرنے والے لوگ ہیں، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جو شخص تمہارے دل کو شک وشبہات سے خراب کرنے والا ہو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اپنے آپ کو بہت دور رکھو، اور اس شخص کے ساتھ بھی مت اٹھو بیٹھو جو

خواہشاتِ نفس پر چلتا ہے یقیناً مجھے تمہارے اوپر اللہ کے غضب کا ڈر لگتا ہے۔

اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں اہلِ شبہات ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح سے مومن کو اپنے دین اور ان چیزوں کے اندر جس کی خبر اللہ نے اپنے رسول کو دی ہے شک وشبہات میں مبتلا کردیں، اوران کی تگ ودو یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی کتاب اوراس کے رسول ﷺ کی سنت کی مخالفت کو اپنی فاسد رایوں، بے بنیاد شبہات اورجھوٹے خیالات کے ذریعہ نہایت بناسنوار کے پیش کریں:

﴿فَلَو صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ﴾ (محمد: ۲۱)

ترجمہ: تواگروہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں توان کے لئے بہتری ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَو كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلاَفاً كَثِيْراً﴾ (النساء: ۸۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ☆لاَيَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلاَ مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ (حٰمٓ سجدہ: ۴۰-۴۱)

ترجمہ: یہ بڑی باوقعت کتاب ہے، جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں

والے (اللہ) کی طرف سے ہے۔

پانچویں آفت

غفلت کا شکار ہونا:

اور غفلت ایسے ''سہو'' کو کہتے ہیں، جو دل پہ طاری ہو جاتی ہے تو اسے نفع پہنچانے والی چیز کے اپنانے اور تکلیف پہنچانے والی چیز کے چھوڑنے سے اندھا بنا کر رکھ دیتی ہے، پس غفلت بہت ساری برائیوں کی جڑ ہے۔لیکن اس کے باوجود لوگوں کے درمیان یہ خصلت وعادت زیادہ پھیلی ہوئی ہے، اللہ جلّ وعلا کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّ كَثِيْراً مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴾ (یونس: ۹۲)

ترجمہ: اور حقیقت یہ کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اللہ کی قسم! یہ نہایت خطرناک بیماری ہے، اللہ عزوجل نے اس سے بچنے کے لئے کہا ہے اور اس قسم کے لوگوں کی صحبت اپنانے سے روکا ہے، لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلاَ تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: اور تم اہلِ غفلت میں سے مت ہونا۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلاَ تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرُطاً﴾ (الکہف: ۲۸)

ترجمہ: دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے

اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

معلوم ہوا کہ غفلت : دل کو پاکیزہ بنانے والی، نفع پہنچانے والی ، قوت اور پروان چڑھانے والی اور صحیح اصلاح کرنے والی اور برائیوں سے نکھارنے والی تمام چیزوں سے غافل کر دیتی ہے۔

اے برادر نیک بخت : یہ ہیں جملہ آفات وامراض کی اساس وجڑیں، جنہیں میں نے تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے اور تمہاری نگاہ کے دروازہ کو دستک دی ہے، لہٰذا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان جملہ آفات وامراض سے بچنے کے لئے عزم محکم کیجئے اور ان سے دور رہنے کے لئے سلامتی کے اسباب کو اپنایئے، کیونکہ دل کی پاکیزگی اور اس کی استقامت کا حصول ممکن ہی نہیں ہے مگر ایسے اسباب کے ذریعہ جن کا اپنانا بے حد ضروری ہے، اور ایسے دروازوں کے ذریعہ جن پر دستک دینا اور اس میں داخل ہونا نہایت ضروری ہے، کیونکہ نتائج اپنے مقدمات سے مربوط ہوتے ہیں۔ پس جسے ان عظیم آفات اور بلاؤں سے بچنے کی خواہش اور آرزو ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ان سے بچاؤ کے راستے ہی کو اپنائے، اس لئے کہ کشتی خشکی پر کبھی بھی نہیں چلتی۔

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْراً﴾ (الطلاق : ۴)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔

اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اللہ تعالیٰ کے اوامر کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْراً تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعاً ، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعاً ، وَاِذَا اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً" (صحيح البخاری: ۷۴۰۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میری جانب ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی جانب ایک ہاتھ آتا ہوں ،اور جب وہ میری جانب ایک ہاتھ آتا ہے تو میں اس کی جانب دو ہاتھ قریب آتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

نیز اللہ جلّ شانہ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔

پس عزمِ محکم کیجئے جی ہاں عزمِ مصمم اور جلدی کیجئے بہت جلدی، ان جملہ بیماریوں اور آفتوں سے نجات اور چھٹکارا پانے کے لئے، اور بلاشبہ صادق ومصدوق ﷺ نے بجا فرمایا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے:

" مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً" (صحيح البخاری: ۵۶۷۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لئے شفا بھی اتاری ہے۔

رَبُّ العالمین کی قسم! بیشک جوشخص اپنے دین کے معاملہ کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہے، اور بس یہ امید باندھ رکھی ہے کہ وہ کل قیامت کے دن نجات پانے والوں میں سے ہو جائے، تو پھر وہ اپنے دل کو تباہی اور ہلاکت کے اسباب سے بچنے کے بعد سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہوگا کہ کس طرح وہ اپنے دل کی سلامتی کے اسباب اور اس کے علاج کے طریقوں کی معرفت اور جانکاری حاصل کرے، ہم یہاں پر چند دواؤں کے نسخے بطور علاج ذکر کرتے ہیں جو تمہیں ان بڑی آفتوں اور عظیم بیماریوں سے نجات دینے میں معاون اور مدد گار ثابت ہوں گے۔

پہلی دوا

قرآن عظیم اور کتاب حکیم ہے:

بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور مومنین کے لئے سراپا رحمت وہدایت بنا کر اس کا نزول فرمایا ہے، اور بے شک اللہ جلّ وعلا نے تمام انسانوں سے اسی قرآن کے ذریعہ خطاب فرمایا ہے۔ ارشاد سبحانہ وتعالیٰ ہے:

﴿يَآاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْكُمْ مَّوعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصَّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ☆قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾

(یونس: ۵۷-۵۸)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے، آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیئے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلاَ يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَاراً﴾ (اسراء: ۸۲)

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

پس یہ قرآن سب سے مؤثر اور بلیغ ترین موعظت ونصیحت ہے اس شخص کے لئے جو صاحبِ دل ہے اور اس کے لئے جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو، اور یہ قرآن قسم ہے رب العالمین کی ان آفات وامراض کے لئے جو دلوں اور سینوں میں موجود ہیں سب دواؤں سے بڑھ کر نفع بخش دوا ہے، اس میں شہوات اور خواہشاتِ نفس کی بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور اس میں تمام شکوک وشبہات کی بیماریوں کا بہترین علاج وشفا ہے، نیز اس میں خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے دلوں کو بیدار کرنے کے لئے بہترین نسخۂ الٰہی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''دلوں کی جملہ بیماریوں اور روگوں کا نچوڑ

دراصل شبہات اور شہوات کی بیماریاں ہیں، اور قرآن دونوں قسم کی بیماریوں کے لئے شفا اور بہترین علاج ہے، اس میں روشن دلیلیں اور قطعی براہین ہیں جو حق کو باطل سے بالکل جدا کردیتی ہیں جن سے شبہ کا تمام روگ اور مرض ختم ہوجاتا ہے، اور رہی بات شہوات وخواہشات نفس کے روگ اور مرض کے لئے شفا وعلاج کامل ہونے کی، تو وہ اس طرح کہ اس میں حکمت اور موعظت حسنہ یعنی دل پذیر نصیحت ہے اور اس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی ترغیب کی چیزیں بدرجۂ اتم موجود ہیں''۔

ہر وہ شخص جو اپنے دل کے اصلاح کی رغبت رکھتا ہے اس کے لئے یہ بات نہایت اہم ہے کہ وہ یہ معلوم کرلے کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنا صرف اس کی تلاوت ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ قرآن میں تدبر وتفکر کرے اور جو قرآنی خبریں ہیں ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے احکام کی مکمل پابندی وتابعداری کرے ۔اے اللہ اس قرآن کو ہمارے دلوں کا موسم بہار بنادے اور ہمارے سینوں کو شفا دینے والا بنادے اور ہمارے حزن وملال اور غم وفکر کو ختم کردینے والا بنادے، آمین۔

دوسری دوا

بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا:

یقیناً بندہ کی یہ محبت ان تمام نسخہ ہائے علاج میں بہت زیادہ نفع بخش علاج ہے جس سے دل کا علاج کیا جاتا ہے ،اور اس میں کوئی تعجب نہیں کہ یہ محبت ہی بندگی

وعبودیت کی بنیاد، روح اور جان ہے اللہ تعالیٰ کا اشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَنْدَاداً يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبّاً لِلّٰهِ﴾ (البقرہ: ۱۶۵)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کوٹھہرا کران سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دل کا نیک ہونا اور دل کا کامیاب ہونا اور دل کا نعمتوں سے مالا مال ہونا یہ ساری صفات خیر اس وقت حاصل ہوں گی جب صرف اللہ رحمٰن کے لئے محبت خالی وفارغ ہوگی''۔ یعنی صلاحِ قلب اور فلاحِ قلب اور نعیمِ قلب یہ سب اس وقت حاصل ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کے لئے محبت خالص ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی درحقیقت دل کی جنت، اس کی غذا وقوت اور اس کی حیات وزندگی ہے، اللہ کی قسم! بیشک دل اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کے بغیر نہ تو فلاح پا سکتا ہے اور نہ صالح ہوسکتا ہے اور نہ درست ہوسکتا ہے اور نہ نعمت سے محظوظ ہوسکتا ہے اور نہ حقیقی خوشی میں مسرور ہوسکتا ہے اور نہ سچی لذت سے بہرہ ور ہوسکتا ہے اور نہ ہی اسے امن وچین حاصل ہوسکتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلاَوَةَ الْإِيْمَانِ اَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ،وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ ،وَاَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقىٰ فِي النَّارِ" (بخاری: ۲۱ ، مسلم: ۴۳)

ترجمہ: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس بندہ کے اندر پائی گئیں تو اس نے ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت ومٹھاس کو پالیا، پہلی خصلت یہ ہے کہ: اللہ اوراس کا رسول اس کے نزدیک ساری دنیا سے بڑھ کر محبوب اور ہر دلعزیز ہوں۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ: وہ جس آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہے، اور تیسری خصلت یہ ہے کہ: اسے دوبارہ کفر میں لوٹ جانا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کفر سے نکال لیا ہے ایسا ہی ناپسند ہو جیسا وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈالا جائے"۔

اس حدیث میں گہری نظر ڈالنے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی چکی اللہ تعالیٰ کی محبت پر ہی گھومتی ہے، پس محبت دین کے واجبات میں سے سب سے عظیم ترین چیز ہے، اوراس کے اصول وبنیاد میں سے سب سے زیادہ مہتم بالشان اور نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایمان ودین کے جملہ اعمال میں سے ہر عمل کی اساس وجڑ یہی محبت ہی ہے، اللہ جلّ وعلا نے بجا فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَلَيْمٌ﴾ (التغابن: ۱۱)

ترجمہ: اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو

خوب جاننے والا ہے۔

اور محبت کی صحیح علامت اور اس کا معیار صادق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا کہ جس قدر تمہارے اندر ظاہر و باطن میں نبی کریم ﷺ کی تابعداری واتباع پائی جائے گی۔ اسی قدر تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پائی جائے گی جو دلوں کی اصلاح کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

تیسری دوا

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿اَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ۲۸)

ترجمہ: یادرکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہُ وَالَّذِیْ لاَیَذْکُرُ رَبَّہُ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ'' (بخاری: ٦٤٠٧)

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ایسی ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

چنانچہ ذکرِ رب دل کے لئے ویسے ہی ہے جس طرح مچھلی کے لئے پانی، اگر پانی سے مچھلی کو باہر نکال لیا جائے تو اس کی حالت کیسی ہوگی؟ تو اس کی حالت بعینہٖ دل کی حالت کی طرح ہے جب اسے ذکر الٰہی سے دور رکھا جائے، اور یہ حقیقت ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو تو پھر وہ پتھر جیسا سخت اور ظالم صفت بن جاتا ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ﴾ (الزمر: ٢٢)

ترجمہ: اور ہلا کی ہے ان پر جن کے دل یاد الٰہی سے اثر نہیں لیتے بلکہ سخت ہو گئے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر چیز کو جلا بخشنے والی چیزیں ہیں اور دلوں کو جلا بخشنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوسعید! میں آپ سے یہ شکوہ کرتا ہوں کہ میرا دل بہت سخت ہے! تو ابوسعید رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: ''تم اس دل کو ذکرِ الٰہی سے پگھلا دو، کیونکہ دلوں کی سختی وقساوت کو ذکرِ الٰہی جیسی چیز سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں جو اسے پگھلا سکے''۔

اسی بناء پر متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بہ کثرت ذکرِ الٰہی کرنے کا حکم

دیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیراً ، وَسَبِّحُوہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)

ترجمہ: مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو، اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

نبی کریم ﷺ اپنے تمام لمحات میں ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے، جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے **اُولُوا الْأَلْبَابِ** کی صفت وخوبی یہی بیان فرمائی ہے۔ ارشادِ سبحانہ وتعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْنَ یَذْکُرُونَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوداً وَعَلٰی جُنُوبِھِمْ﴾ (آل عمران: ۱۹۱)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔

اور ذکر کا اقل ترین درجہ یہ ہے کہ اوقات واسباب سے مقید اذکار کی محافظت ومداومت کی جائے، جیسے صبح وشام کے اذکار، اور وہ اذکار جو فرض نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں، اور اس کے علاوہ وہ اذکار جن کے لئے کوئی سبب ہو یا کسی خاص حالت میں ان کا ذکر وارد ہو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے، تمہاری اپنی استطاعت کے مطابق جس قدر تم سے ہو سکے تم اللہ کا ذکر بہ کثرت کرنے پر زیادہ سے زیادہ حریص بنو۔

اس لئے کہ یقینی طور پر ذکرِ الٰہی! ظلمت وتاریکی سے نور وروشنی کی طرف نکالنے، اور اللہ رب العالمین کی طرف سے فضل ورحمت کے حصول کے عظیم ترین اسباب

میں سے ایک ہے، اوراس وجہ سے جہاں اللہ تعالیٰ نے صبح وشام اپنا ذکراوراپنی تسبیح بہ کثرت کرنے کے لئے حکم دیا ہے اس کے بعداس ذکر کا صلہ اورحُسنِ بدل کا تذکرہ بھی فرمایاہے۔ ارشادربانی ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّی عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُهُ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً﴾ (الاحزاب: ۴۳)

ترجمہ: وہی ہے جوتم پراپنی رحمتیں بھیجتا ہے اوراس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اوراللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا ذکرکرنے والوں کی جزاانہیں ظلمات سے نوروروشنی کی طرف نکالنا، رب العالمین کی طرف سے ان کے لئے رحمت کا توشہ اوراللہ کے فرشتوں کی طرف سے ان کے حق میں بخشش ومغفرت کی دعاہے۔

چوتھی دوا

سچی توبہ اورکثرتِ استغفار:

چنانچہ توبۂ صادقہ جس میں توبہ کے تمام شرائط موجودہوں، دل کوجلاوروشنی بخشتی ہے اورگناہوں اور برائیوں کی تمام میل کچیل کو صاف کردیتی ہے، کیونکہ گناہوں اورمعاصی پر بار باراصراردل کو کالا اورسیاہ بنا دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عاصی اور نافرمان کا دل جوعصیان اورگناہوں وجرائم پرمصرہوتا ہے،تم اسے انتہائی ظلمت اور

قساوت میں پاؤ گے جس میں نتھری ہوئی صفائی اور لذت خیرِ عمل بالکل ہی نہیں بلکہ اللہ کی قسم وہ تو عذاب اور شقاوت و بدبختی میں گھرا ہوتا ہے۔

لہٰذا توبہ دل کی مساعیِ جمیلہ یعنی اچھی کوششوں میں سے ایک بہترین کوشش ہے، اور اس کوشش کا ہونا بھی ضروری ہے تا کہ دل صالح یعنی تقویٰ والا اور مستقیم یعنی راہِ الٰہی پر ٹھیک چلنے والا ہو جائے، یاد رکھئے کہ کثرت توبہ اور بار بار توبہ کا اعادہ کرنا اور ہمیشہ استغفار کو لازم پکڑنا یہ ان امور میں سے ہے جس سے دل صالح اور پاکیزہ بنتا ہے، اور اسے اعمالِ خیر کی طرف لے جاتا ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، صحیح حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''اِنَّهٗ لَيُغَانُّ عَلٰی قَلْبِی وَاِنِّی لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَومِ مَائَةَ مَرَّةٍ''

(احمد: ۱۸۰۰۲)

ترجمہ: بیشک میرے دل پر بہت سی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اور میں ضرور ایک دن میں سو بار اللہ کی جناب میں استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دل سے اس ''غین'' یعنی ان تمام خواہشات اور مشاغل دنیا کے بوجھ کو استغفار کے ذریعہ زائل اور دور کرتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے آگے اور پیچھے کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔

پھر آپ کے سوا دوسرے کی کیا حالت ہوگی جس کے کندھے گناہوں کے بوجھ سے بوجھل ہیں اور معاصی وسیّٔات کی ہر لمحہ بھر مار و کثرت ہے، کیا اُسے بہ کثرت

استغفار کی ضرورت نہیں ہے جس سے اس کے دلِ فاسد کی اصلاح ہو سکے؟ ہاں! کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی ہم سب اس کے شدید محتاج ہیں۔

چنانچہ اللہ کا بندہ جب گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے تو یقیناً وہ اپنے مخلوط وآمیزش اعمال سے اپنے دل کو خالی کر چکا ہوتا ہے، جو اس نے اس میں اچھے اور بُرے اعمال کی آمیزش کر رکھا تھا، پھر جب وہ جملہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے، تو دل کی قوت اور اس کا ارادہ اعمال صالحہ کے لئے بالکل فارغ ہو جاتا ہے، اور اس طرح سے اس کا دل ان تمام فاسد حوادثات ومشاغل سے جو اس میں موجود تھیں راحت وسکون محسوس کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نوراً يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾

(الانعام: ۱۲۲)

ترجمہ: ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔

یہ مثال جسے اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے اس شخص کی ہے جو کفر اور جہل کی وجہ سے مردہ دل تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ کی وجہ سے اسے ہدایت دی اور اسے ایمان دے کر زندگی عطا فرمائی، اور اسے ایسے نور سے نوازا جس سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان اس نور کو لئے چلتا پھرتا ہے۔

پانچویں دوا

اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا وسوال کرنا کہ وہ تمہارے دل کی اصلاح فرما دے اوراسے ہدایت سے نوازے:

اس لئے کہ بلا شبہ دعا دلوں کی اصلاح کے ابواب میں سے ایک عظیم باب ہے، اللہ جلّ وعلا کا ارشاد ہے:

﴿فَلَولاَ اِذْ جَآءَ هُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام: ۴۳)

ترجمہ: سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے قلوب سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے سب سے زیادہ نفع بخش دعا کے بارے میں غور وخوض کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مدد کا سوال ہے یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مدد مانگنا ہے، پھر میں نے اس کو سورۃ الفاتحہ کے اندر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں پایا:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ: ۵)

ترجمہ: ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور خود رسول اللہ ﷺ اپنے دل کے صلاح وتقویٰ اور حق وہدایت پر اس کی ثبات قدمی کے لئے اللہ رب العالمین سے بکثرت دعا وسوال کیا کرتے تھے، سنن

ترمذی میں صحیح سند سے مروی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی۔

" يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلىٰ دِيْنِکَ" (سنن الترمذی: ۲۱۴۰)

ترجمہ: اے دلوں کو اُلٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو تو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْعَيْنِ مِن اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يَصْرِفُهُ حَيْثُ يَشَآءُ. ثُمَّ قَالَ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلىٰ طَاعَتِکَ" صحیح مسلم: ۲۶۵۴)

ترجمہ: بیشک تمام اولاد آدم کے سارے دل رحمٰن کی جملہ انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح سے ہیں وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و بندگی پر پھیر دے۔

چھٹی دوا

آخرت کا بہ کثرت ذکر کرنا:

یقیناً آخرت سے غفلت و لاپرواہی ہر خیر اور نیکی سے روک دیتی ہے، اور ہر شر

وفساد اور فتنہ کو کھینچ لاتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’ زُورُوا الْقُبُورَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الْمَوتَ‘‘ (مسلم: ٩٧٦)

ترجمہ: تم لوگ قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو یہ تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

’’فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِی الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ‘‘ (ابن ماجه: ١٥٧١)

ترجمہ: یہ تمہیں دنیا سے بے رغبت کرے گی اور آخرت کی یاد دلائے گی۔

چنانچہ دلوں کے لئے قبروں کی زیارت اور موت وآخرت کی یاد سے زیادہ نفع بخش چیز اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ باتیں شہوتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی ہیں، اور غفلتوں سے ہوش میں لانے والی ہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے موت جو لذتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی ہے، کو بہ کثرت یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

ساتویں دوا

سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا:

یقیناً سلف صالحین کی سیرتوں اور ان کے واقعات وقصص میں اہل عقل کے لئے عبرت ونصیحت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾

(هود: ١٢٠)

ترجمہ: رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لئے

بیان فرمارہے ہیں۔

چنانچہ نبیوں، رسولوں، صالحین اورشہداء وغیرہ کے حالات زندگی سے جو حقیقی اولیاء اللہ ہیں، دل کو تقویت اور ثبات حاصل ہوتا ہے، اور یہ دل میں تقویٰ واستقامت پیدا کرتے ہیں، اسلئے کہ جس نے قوم صالحین کی سیرت میں بغرض علم وبصیرت نگاہ ڈالی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کردیتا ہے اوراس کے باطن کی اصلاح فرمادیتا ہے، خاص کرکے ہمارے نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کی سیرت جو یقینی طور پر دلوں میں ایمان کو زیادہ کرتی ہے اور دل وضمیر کی اصلاح کرتی ہے۔

آٹھویں دوا

نیک لوگوں، متقیوں اوراللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت اختیار کرنے والا بدبخت نہیں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمارہا ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُونَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ یُرِیْدُونَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطاً﴾ (الکھف: ۲۸)

ترجمہ: اوراپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اوراسی کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں)

خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَلْمَرْءُ عَلیٰ دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلْ'' (مسند احمد: ۲/۳۰۳، ۸۰۱۵)

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

اور مالک بن دینار کا قول ہے کہ:

''اِنَّکَ اَنْ تَنْقُلَ الْحِجَارَۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَأْکُلُ الْحَلْویٰ مَعَ الْفُجَّارِ''

ترجمہ: تم نیک لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوؤ یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم فاجر اور کمینوں کے ساتھ حلوہ پوڑی کھاؤ۔

اس لئے تم نیکوکار اور صالحین کی صحبت کو لازم پکڑو اور ان لوگوں کی صحبت کو بھی لازم پکڑو کہ جب ان پر نگاہ پڑے، تو اللہ یاد آ جائے، کیونکہ صحبتِ صالحین دلوں کے لئے زندگی ہے۔ ایک بزرگ سلف رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

''وَاِنْ كُنْتُ لَاَلْقَى الرَّجُلَ مِنْ اِخْوَانِي فَاَكُونَ بِلُقْيَاهُ عَاقِلاً اَيَّاماً''

ترجمہ: اگر میں اپنے بھائیوں میں سے کسی شخص سے ملاقات کرتا ہوں تو اس کی ملاقات سے بہت دنوں تک میں اپنی عقل وفہم میں ذکاوت محسوس کرتا ہوں۔

اور ایک دوسرے سلف کا قول ہے:

''كُنْتُ اَنْظُرُ اِلىٰ اَخٍ مِنْ اِخْوَانِي فَاَعْمَلُ عَلىٰ رُؤْيَتِهِ شَهْراً''

ترجمہ: میں اپنے بھائیوں میں کسی بھائی پر نظر ڈالتا ہوں تو اس کو دیکھنے کی وجہ سے میں مہینہ بھر عملِ خیر کرنے میں رغبت پاتا ہوں۔

مندرجہ بالا باتیں دل کی دواؤں کی اصل اور اس کے صلاح وتقویٰ کے اسباب ہیں۔ پس تم انہیں اچھی طرح سے سمجھنے اور ان پر کاربند ہونے کا حریص بنو، اس لئے کہ حقیقی سعادت بغیر دل کی صحت وسلامتی کے ممکن ہی نہیں ہے۔ نہ کامل ہونے کے اعتبار سے، نہ خوش بختی واچھے نصیبہ کے اعتبار سے، نہ پاکیزگی کے اعتبار سے، نہ خوش مزہ کے اعتبار سے اور نہ ہی بہترین آسودگی اور خوش حالی کے اعتبار سے، ان لوگوں کی زندگی کی بہ نسبت جن کے دلوں میں تقویٰ اور طہارت ہے اور جن کے باطن پاکیزہ اور صاف ستھرے ہیں۔

میں اللہ مولائے کریم سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے، کہ ہم سب ان میں سے ہوں جو اللہ جلّ وعلا کے پاس قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوں۔

﴿يَومَ لاَ يَنْفَعُ مَالٌ وَّلاَ بَنُونَ، اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔

میں اللہ مولائے کریم سے دعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے کہ مجھے اور آپ سب کو اپنے دین حق پر استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہم سب کو عاجزی اور فروتنی اور اعمال صالحہ کرنے والا دل عطا فرمائے۔ اور ہمارے نفسوں کو تقویٰ کی دولت سے نوازے۔ اور یہ کہ ہمارے نفسوں کو طہارت اور پاکیزگی عطا کردے سب سے بہتر وہی ہے جو انہیں پاکیزہ بنا سکتا ہے۔ اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ ساری تعریفیں صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اور بے شمار صلاۃ وسلام نازل ہوں ہمارے نبی محترم محمد ﷺ پر جو بشیر ونذیر ہیں اور آپکے جملہ آل واصحاب پر۔

ناچیز کا پتہ: **خالد بن عبداللہ المصلح**

القصیم-عنیزہ-ص ب: ۱۰۶۰۔